"توہین اسلام" کے منظّم نیٹ ورک اور عالمی دباؤ

تحریر: پروفیسر عاصم حفیظ......ریسرچ سکالر پیغام ٹی وی

"توہین اسلام" کے منظّم نیٹ ورک اور عالمی دباؤ توہین اسلام و توہین رسالت ﷺ پر مبنی سوشل میڈیا نیٹ ورک چلانے والے چند بلاگرز کے "غائب" ہونے پر مغربی ممالک اور عالمی میڈیا کی بے چینی اور پراپیگنڈا پورے زور و شور سے جاری ہے۔ امریکی وزارتِ خارجہ، برطانوی حکام کی جانب سے اظہار تشویش کے بیانات سامنے آچکے ہیں جبکہ ملک کے اندر چیئرمین سینیٹ رضا ربانی، اپوزیشن لیڈر خورشید شاہ اس حوالے سے سخت ناراض دکھائی دیتے ہیں اور حکومت سے جواب طلبی کی ہے۔ ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہو۔ دراصل سامراجی قوتوں کے کارندے آگ بگولہ ہیں کہ کس کی ہمت ہوئی کہ ان کے "اپنے بندوں" پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت کی۔ ایسا لگ رہا ہے کہ یہ کوئی عالمی نیٹ ورک ہے جس کا مقصد ملک کے اندر افراتفری اور انتشار پھیلانا تھا۔ یہ وہی گروہ ہے کہ جو سول سوسائٹی کے نام پر کبھی توہین رسالت ﷺ کے قانون کو "کالا قانون" قرار دیتا ہے، کبھی قادیانیوں کی حمایت میں نکلتا ہے، میڈیا کی بحثوں میں قرارداد مقاصد کو ختم کرنے کی بات کرتا ہے، آئین کی اسلامی شقیں انہیں ستاتی ہیں اور کبھی نظریہ پاکستان اور بانی پاکستان کے خلاف محاذ کھول لیتے ہیں۔ لیکن جیسے ہی ان مجرم بلاگرز کے غائب ہونے کی افواہ اڑی تو انہیں قانون یاد آ گیا ہے اور واویلا مچایا جا رہا ہے کہ قانونی طور پر گرفتار کیوں نہیں کیا گیا۔ ویسے ابھی یہ بھی واضح نہیں ہے کہ اس گروہ کے یہ شرپسند خود غائب ہوئے ہیں یا انہیں کسی ادارے نے اٹھایا ہے۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ جن کے مقاصد کیلئے یہ لوگ کام کر رہے تھے انہوں نے ہی انہیں منظر نامے سے ہٹا دیا ہو، تاکہ سارے راز افشانہ ہوسکیں اور اس بارے میں پاکستان پر دباؤ بھی ڈالا جا سکے۔ ملکی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک منظّم گروہ کے ارکان غائب ہوئے ہیں کہ جو ایسے سوشل میڈیا نیٹ ورک چلا رہے تھے جن کے ذریعے ذات باری تعالیٰ، نبی اکرم ﷺ اور اسلام کے بارے توہین آمیز اور غلیظ ترین مواد شیئر کیا جاتا تھا۔

شاید بہت سے پاکستانیوں کیلئے یہ کسی انکشاف سے کم نہ ہو کہ کچھ عرصہ قبل ہم ڈنمارک اور دیگر یورپی ممالک میں توہین آمیز کارٹونز کی اشاعت پر احتجاج کر رہے تھے لیکن اب ایسے ہی کارٹون اور توہین آمیز مواد بیرونی آشیرباد پر ملک کے اندر دھڑلے سے تیار بھی ہو رہا ہے اور بے باکی سے شیئر بھی کیا جاتا ہے۔ ان

سوشل میڈیا نیٹ ورک چلانے والوں میں اکثریت ان لوگوں کی ہے کہ جو تعلیم یا کسی اور سلسلے میں بیرون ملک گئے اور واپسی پر ملحدانہ نظریات اور اسلام مخالف جذبات لے کر واپس لوٹے۔ یہ لوگ اردو زبان میں ذات باری تعالیٰ، اسلامی طرز معاشرت، دینی احکام اور مقدس ہستیوں کے بارے توہین آمیز مواد بنا کر فیس بک اور دیگر سوشل میڈیا ویب سائٹس کے ذریعے پھیلانے میں ملوث تھے۔ ملک کے اندر اس گروہ سے منسلک افراد نے سول سوسائٹی کے طور پر پہچان بنائی ہوئی تھی۔ اس گروپ کی جڑیں ملک کے اندر کس قدر مضبوط تھیں اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک پروفیسر سلمان حیدر اسلام آباد کی بڑی یونیورسٹی میں بطور اسسٹنٹ پروفیسر کام کر رہے تھے۔ اسی طرح وقاص گورایہ اور ایسے ہی چند مزید افراد گرفتار ہوئے ہیں جو کہ ''بھینسا''، موچی اور دیگر ناموں سے فیس بک پیج چلا رہے تھے۔

شنید یہی ہے کہ اسلام اور مقدس ہستیوں کے خلاف مذموم مہم چلانے والے ان ''بھینسوں'' کو تمام تر ملکی قوانین کو روندتے ہوئے ''باعزت رہائی'' دلائی جائے گی اور پھر انہیں دیگر ملعون افراد کی طرح امریکا و یورپ کی شہریت دے کر وہاں لے جایا جائے گا اور بھرپور پروٹوکول کے ذریعے دوبارہ سے اسلام مخالف سرگرمیاں تیز کر دی جائیں گی۔ دراصل یہ پاکستانی حکومت کا بھی امتحان ہے کہ جہاں ایک طرف شدت پسندی اور ملکی سرحدوں پر حملہ آور دہشت گرد گروہوں کے خلاف بھرپور کاروائی کی جا رہی ہے وہیں ملک کی نظریاتی اساس، مذہب و معاشرت کے ان دشمنوں کو انصاف کے کٹہرے میں لایا جاتا ہے یا انہیں ماضی کی طرح کلین چٹ فراہم کی جاتی ہے۔ ایک گرفتار شخص کے فرسٹ کزن نے باقاعدہ میڈیا پر آ کر انکشاف بھی کیا ہے کہ واقعی وہ اسلام مخالف نیٹ ورک چلا رہا تھا۔ سیکولر اور ملحد گروہوں کا وطیرہ ہی یہ ہے کہ خوب دھڑلے سے اسلام، ذات باری تعالیٰ اور نبی اکرم ﷺ کی شخصیت پر حملہ آور ہوتے ہیں اور اگر کسی بھی موقع پر ملکی ادارے یا کوئی بھی انہیں ٹوکنے کی کوشش کرے تو نام نہاد آزادی اظہار رائے اور سول سوسائٹی کا لبادہ اوڑھ کر مظلوم بن جاتے ہیں۔ بڑے شہروں کے پوش علاقوں میں این جی اوز کی بجی سجائی چند خواتین موم بتیاں جلا کر اظہار یکجہتی کرتی ہیں۔ مغربی ممالک اس بارے سفارتی دباؤ ڈالتے ہیں اور عالمی میڈیا بھرپور مہم چلاتا ہے اور اس طرح ملک کو سیکولر بنانے والے مذہب بیزار طبقے ''اپنے بندوں'' کو بآسانی نکالنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ انہیں مغربی ممالک میں انسانی حقوق کے ہیروز کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ سلمان رشدی، تسلیمہ نسرین، ملالہ اور ایسے ہی بے شمار نام ہیں جو مادر وطن پر لعنت ملامت کرنے، اسلام بارے توہین آمیز مواد پھیلانے، سیکولر ازم کے علمبردار ہونے کے

کارنامے کر کے اب اپنے آقاؤں کے پاس عیش وعشرت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ المیہ تو یہ بھی ہے کہ پاکستان سرکار کبھی بھی کسی ایسے گستاخ اور شرپسند کو قانون کے کٹہرے میں نہیں لاسکی۔ دکھ تو یہ بھی ہے کہ ملک میں یہی سیکولر اور ملحدانہ سرگرمیاں بعض عناصر کو موقعہ فراہم کرتی ہیں جن کو جواز بنا کر وہ نوجوانوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ پاکستان کو غیر اسلامی بنایا جارہا ہے، اسلامی حلقوں کے خلاف ذراسی غفلت پر سخت ترین کاروائی ہوتی ہے لیکن توہین اسلام، توہین نبی اکرم ﷺ اور توہین ذات باری تعالیٰ کرنے پر کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ جی ہاں اسلامی جمہوریہ پاکستان میں وزیراعظم، چیف جسٹس کی جعلی تصویر اپ لوڈ کرنے والوں کو تو سزا ملتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ، حضور اکرم ﷺ کے بارے غلیظ ترین الفاظ استعمال کرنے والوں، کارٹون بنانے والوں کو قانون کے کٹہرے میں لانے کی کوئی ہمت نہیں کرسکتا۔ میری ہمت نہیں پڑتی کہ وہ الفاظ اوران کارٹونز کی تفصیلات لکھ پاؤں جو، ان گستاخوں کی جانب سے شائع کئے گئے تھے۔ کمال تو یہ بھی ہے کہ اگر کسی ادارے نے ان پر ہاتھ ڈالنے کی جسارت کی بھی ہے تو اس بارے میں دھڑلے سے سرعام احتجاجی مظاہرے کئے جارہے ہیں۔ ملک کے وزیر داخلہ سمیت کئی حکومتی اہلکار تھر تھر کانپتے دکھائی دیتے ہیں۔

میڈیا کی بے چینی بڑھتی جارہی ہے۔ دس بارہ افراد پر مشتمل احتجاج کو بھی لائیو کوریج مل رہی ہے اور اخبارات کے اولین صفحات پر شائع کیا جارہا ہے جیسے کوئی بہت بڑا سانحہ ہوگیا ہو۔ ہم شاید تاریخ کو بہت جلد بھول جانے والی قوم ہیں۔ جب گورنر سلمان تاثیر نے جیل میں موجود ایک مجرم کو قانون توڑ کر رہائی دلانے کا اعلان کیا تھا تو تبھی ایک ممتاز قادری نے جنم لیا تھا۔ کاش اب ایسا کبھی بھی نہ ہو لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ بعض گستاخوں، مقدس ہستیوں اور ذات باری تعالیٰ کی توہین کے مرتکب افراد کو صرف اس لیے قانون کے کٹہرے میں لایا جاسکے اور ان کی پشت پر مغربی قوتیں اور سیکولر طبقہ کو منہ توڑ جواب دیا جائے۔ کروڑوں مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے والے یہ گستاخ بھی اتنے ہی بڑے مجرم ہیں کہ جتنے خودکش دھماکے کرنے والے درندے...... یہ ہماری حکومت کا امتحان ہے کہ وہ کیا پہلی مرتبہ کسی توہین مذہب کے مرتکب گستاخ کو سزا سنا سکے گی کہ نہیں!! یہ ایک سوال ہے؟ انہیں ''باعزت'' چھوڑ دیا گیا تو ہمارے ارباب اختیار اس بات کا احساس کریں کہ اس طرح ایسے واقعات نوجوان نسل کے دل و دماغ میں سما جاتے ہیں جن سے پھر وہی نتائج نکلتے ہیں جو ہم ہر روز بھگت رہے ہیں۔